وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

اردو زبان میں ترجمہ و مختصر مطالبِ قرآن

موسوم بہ

حُسنِ بَیان

من

غلام حسن نیازی پشاوری

برانچ کیپیٹل کواپریٹو پریس میں باہتمام شیخ ظہور الدین صاحب چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وآلہ

تمہید تفسیر القرآن موسوم بہ حُسنِ بیان

انگلستان کے معروف مبلغِ اسلام حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم کا یہ خیال تھا کہ قرآنِ کریم کی ایک تفسیر اُردو میں زمانۂ حال کے مذاق کے مطابق لکھیں۔ اگرچہ کلامِ الٰہی کی باریکیوں کے سمجھنے میں نہایت ذکی تھے مگر عربی میں کم پایہ تھے غلطی سے بچنے کے لیے اُن کو ایک مدد کی ضرورت رہتی تھی جو عربی زبان میں اُن سے زیادہ ماہر ہو۔ وہ دماغی محنتِ شاقہ سے جو اُنھوں نے اشاعتِ اسلام میں انگلستان کے اندر اسلامی لٹریچر کی تالیف اور نشر میں کی اپنی عمر کے آخری چند سالوں میں سخت بیمار ہوگئے اور وہ بیماری اُن کی جان لے کر جُدا ہوئی۔ اشاعتِ اسلام میں اُن کو ایسا شغف تھا کہ بیماری باوجود اس کے کہ اُن کی عدم پرہیز سے بڑھتی جاتی تھی وہ تصنیف سے باز نہ آتے تھے۔ اُن کو تفسیر کے ساتھ شامل کرنے کے لیے اُردو ترجمہ کی ضرورت تھی جو سریع الفہم ہو۔ میں نے اُن کی فرمائش سے قرآن کریم کا اُردو ترجمہ کردیا۔ اُن کی بیماری کے ایام اور گرمی کے موسم میں چند سال میں اُن کی معیت میں رہا کہ ضرورت ہو تو تفسیر نویسی میں اُن کی اعانت کرسکوں۔ مگر اس حالت میں اُن کے زیرِ تصنیف اور ضروری مضامین بھی رہتے جس کے سبب سے مرحوم کو تفسیر کے لیے کافی وقت نہ ملا اور یہ حسرت ساتھ لے کر دنیا سے کوچ کیا۔ میں نے اُس کو تا دمِ مرگ تصنیف میں مشغول دیکھا۔ اللھم اغفرہ وارحمہ وانت خیر الراحمین۔ میرے پاس نہ علمی سرمایہ کافی ہے کہ مرحوم کی خواہش کو پورا کرسکوں اور نہ یہ توفیق ہے کہ طباعت کا سامان کرسکوں مگر میں جانتا ہوں کہ ایسے کام صرف اللہ تعالےٰ کی اعانت اور اس کی تائید سے ہوتے ہیں اور اُسی مسبب الاسباب نے میرے دل میں ڈالا کہ میں جدید انکشافاتِ زمانہ کو مدِّ نظر رکھ کر ایک مختصر تفسیر اللہ تعالےٰ کی اعانت سے لکھوں جس سے علما اور غیر علما اپنی اپنی حیثیت کے مطابق استفادہ کرسکیں۔ اور جس میں خواجہ مرحوم کے بلند خیالات کا کچھ رنگ پایا جائے اور ترجمہ مذکورہ جس سے خواجہ مرحوم استفادہ نہ کرسکا اُس کو تفسیر کے ساتھ شامل کیا جائے یہ عمل شاید مرحوم کی روح کو راحت پہنچانے کا ذریعہ ہو۔ چنانچہ ان مقاصد کو مدِّ نظر رکھ کر میں نے تفسیر لکھی ہے۔ اس تفسیر کی خصوصیات یہ ہیں۔ مطالعہ کو جو باتیں پریشان کرتی ہیں وہ اس سے خارج رکھی گئی ہیں۔ عبارت نہایت سلیس لغوی صرفی نحوی منطقی بحثوں سے عاری۔ ذوالوجوہ آیات کے ایک ہی معنی پر جو سیاق سباق کے مطابق ہو اکتفا کی گئی ہے۔ بہت کم دوسرے معنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ آیاتِ احکام کی بسیط تشریح کردی گئی ہے۔ آیات بظاہر غیر مربوط معلوم ہوتی ہیں مگر درحقیقت ان کے درمیان گہرا ربط ہے جس پر جہاں تک اللہ تعالےٰ نے چاہا ہے روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ ایک بات ہے جو کلامِ الٰہی کو دلچسپ بناتی ہے۔ قرآنِ کریم کی قسمیں اور جوابِ قسم کے ساتھ ان کا تعلق ادق مضمون ہے۔ ان کے حُسن سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔ مفسرین نے تفاسیر میں باہمی مخاصمات کا سامان اس قدر پیدا کر دیا ہے کہ جدید مفسر کے لیے غیر مسلموں

کے ساتھ مخاصمات کا دروازہ کھولنے کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔ اپنوں سے نباہنا غنیمت ہے غیر مسلمین کے اعتراضوں سے بچنے کے لیے جدید مفسرین نے ما فوق الطبیعت واقعات کی جو قرآن کریم میں آئے ہیں ایسی تاویلات کر دی ہیں جن کو عقل سلیم قبول نہیں کرتی۔ جہاں تک ہو سکا ہے ان کی صحیح توجیہ کر دی ہے اور ظاہر کر دیا ہے کہ ان میں نہایت باریک روحانی علوم کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں جن کا انکشاف اس زمانہ میں اسی طرح ہو رہا ہے جس طرح مادی علوم کا۔ حروف مقطعات سے کیا مراد ہے۔ آج تک اس کا یقینی علم صیغۂ راز میں ہے۔ جو کچھ کہا گیا ہے وہ سب ظنیات ہیں۔ میں نے اُن کا ذکر ترک کر دیا ہے یہ خیال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے بعض مقامات کیوں اب تک لاینحل ہیں اور ان سے کچھ استفادہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی توجیہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے کلام میں ایسا ہونا ضروری ہے تاکہ اس کلام اُس کے کام کے مطابق ہو۔ یہ ایک مسلّمہ کلیہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا کوئی فعل عبث نہیں اور مافی الارض جمیعًا انسان کے افادہ کے لیے پیدا کیا گیا ہے مگر ان میں سے بعض کے خواص اب تک غیر معلوم ہیں۔ انسان ان سے بظاہر کوئی فائدہ نہیں اُٹھاتا مگر درحقیقت وہ غیر مفید نہیں۔ وہ کوئی ایسا پارٹ بجا لا رہے ہیں جس کا علم ہم کو نہیں۔ کلامِ آلٰہی کے بعض حصص کا حال یہی ہے۔ باآنکہ اُن کے معانی ہم سے مخفی ہیں مگر اُن کا وجود قاریوں کے لیے یقینًا نافع ہے۔ احتمال ہے کہ کسی زمانہ میں ضرورت کے لاحق ہونے پر اُن کے معانی کا انکشاف ہو جیسا کہ اب تک ہوتا چلا آتا ہے۔ قرآنِ کریم کی حکومت کا دائرہ تمام ازمان اور تمام اقوامِ عالم پر محیط ہے۔ اس میں ایسے کلام کا پایا جانا ضروری ہے جس کا انکشاف عین ضرورت کے وقت میں ہو۔ اور ذوالوجوہ کلام کا وجود بھی لازم ہے۔ اور اس حدیث کے ماتحت کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ایسے علما کا وجود بھی اس امتِ مسلمہ میں ضروری ہے جن کے قلوبِ مطہر پر ایسے انکشافات عین محل پر القا ہوں۔ اس کلام میں ایک لچک ہے۔ دنیا میں مادی اور روحانی ترقیات کا سلسلہ متوازی چلتا ہے۔ اب ایک زمانہ ہے کہ مادی ترقیات نے انسان کو بیسیوں مشقتوں سے آزاد کر دیا ہے جس کے لیے دنیا موجدین کی مرہونِ منّت ہے۔ دنیا اُن کا احترام کرتی ہے مگر جو مقدس ہستیاں روحانی علوم کی اشاعت اور نشر کا موجب ہوتی ہیں اور شکوک کا ازالہ کرتی ہیں وہ بجائے نصرت و احترام کے طعن اور تشنیع کا مورد ہوتی ہیں۔ حالانکہ سنتِ الٰہی کے مطابق ان کا وجود پبلک کے افادہ کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک مدعی علم اس قابل نہیں ہوتا کہ وہ زمانہ کی ضرورت کے مطابق قرآنِ کریم سے جو روحانی علوم کا مخزن ہے روحانی علوم کو منصّۂ ظہور میں لاوے۔ اللہ تعالےٰ قرآنِ کریم کی نسبت فرماتا ہے۔ لا یمسہ الا المطھرون وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم۔

اگرچہ میرے نوٹ مختصر ہیں اور حامل المتن بھی نہیں ہیں۔ مگر میں نے ان مسائل پر جو احمدیہ لٹریچر میں معتزلہ کے مذہب سے داخل ہو گئے ہیں۔ حالانکہ وہ مذہب سلف صالح کے نزدیک باطل تھا تفصیل کے ساتھ بحث کر دی ہے۔ احمدیت کا دامن ان سے آلودہ نہیں ہے۔ یہ اعتراض بھی قرآن کریم کے تکرار کی طرح دہرایا جاتا ہے کہ اس میں تکرار کیوں ہے سو

اس کا فلسفہ یہ ہے کہ اگر متکلم کا مدعا یہ ہو کہ مخاطب کو کسی چیز کا صرف علم دیا جائے تو ایک بار سے زیادہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی مگر نادرًا اور اگر اس پر عمل کرانا بھی مقصود ہو تو تکرار کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسی فلسفہ کے ماتحت قرآن کریم نے اپنے احکام کو دہرایا ہے۔ قرآنِ کریم کا مقصد نہ صرف تعلیم بلکہ تعمیل بھی ہے۔ اور اپنے احکام کی تعمیل یا عدم تعمیل کے ساتھ ساتھ ایام اللہ کا ذکر بھی مکرر کیا ہے تاکہ تبشیر اور انذار کا نقشہ آنکھوں کے سامنے رہے۔ اس پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن کریم اسی کا کلام ہے جو فطرت کے عمیق اسرار کا علم رکھتا ہے۔ ذٰلک تقدیر العزیز العلیم۔ قرآنِ کریم کی تلاوت عموماً تدبر کے ساتھ نہیں کی جاتی ورنہ ہر موقع پر اس کے موقع کے موافق قلب پر کیفیات وارد ہوتی ہیں جو نفس کا تزکیہ کرتی ہیں۔ تلاوت سے استفادہ کرنے کے لیے اس کی مقدار کم ہی کیوں نہ ہو درایت اس کی قرین ہونی چاہیے۔ یہ تفسیر حاملِ المتن نہیں ہے جن آیات کے معانی سمجھنے میں کوئی دقت نہیں وہاں تفسیر کی ضرورت نہیں سمجھی گئی جن مسائل میں خلاف کے سبب جدا جدا مذاہب قائم ہو گئے ہیں ان کا منبع خواہ آیاتِ ذوالوجوہ قرآنی ہوں خواہ احادیث ان کا کوئی اثر دینِ اسلام پر جس کا ذکر اس آیت میں ہے نہیں پڑتا ان الدین عند اللہ الاسلام اور نہ وہ جدال اور نزاع جو اہلِ مذاہب کے درمیان ان مسائل کے سبب پیدا ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کے ماتحت ہے اس نے توحید الٰہی اور اتحاد بین الناس میں جو دین کا مقصد واحد ہے بڑا رخنہ ڈال دیا ہے اور جو چیز اس مقصد میں خلل انداز ہو نہ تو وہ دین میں داخل ہے اور نہ وہ اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ ہو سکتی ہے۔ ایک دین وہ ہے جو آسمان سے اترتا ہے اور اس مقصد کے لیے اترتا ہے کہ توحید اور اتحاد قائم کرے۔ اور ایک دین وہ ہے جو لوگوں میں رواج پا جاتا ہے جس کا ثمرہ یہ ہے کہ ایک معبود کی جگہ سینکڑوں معبود اور ایک کنبہ کے لوگ سینکڑوں فرقوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں اس کی مثال اس پانی کی ہے جو آسمان سے صاف اور شفاف اترتا ہے مگر زمین پر آ کر اس میں زمین کے مختلف مواد شامل ہو جاتے ہیں اور قابلِ استعمال نہیں رہتا جب تک اس کو صاف نہ کیا جائے۔

اے زمین پر رہنے والو! دیکھو اور خوب غور کر کے دیکھو کہ تمہارے پاس خدا کا دین ہے یا مخلوق کا جو لوگوں کے خیالات کا مجموعہ ہے۔ میں نے اپنی بساط کے موافق کوشش کی ہے کہ اللہ تعالےٰ کا دین مخلوقِ خدا تک پہنچاؤں جو کچھ لکھا ہے محققانہ لکھا ہے کسی کی تقلید نہیں کی اور نہ ان کے اقوال نقل کر کے تفسیر کا حجم بڑھایا ہے۔ ممکن ہے میں نے بھی غلطیاں کی ہوں جیسے کہ اوروں نے کیں کوئی پڑھنے والا ایسی غلطی پائے تو اس سے کریمانہ گزر جائے۔

میں اوپر لکھ آیا ہوں کہ مجھے اس تفسیر کے طبع کی توفیق نہ تھی۔ میرے مخیر احبا اور اقربا نے مدد کی جس کے لیے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مگر میرے شکریہ سے ان کا کیا بنتا ہے۔ میں اپنے رب سے ان کے لیے دعا کرتا ہوں کہ ان کو اپنے فضل اور کرم کے سایہ میں رکھے۔ ضرور نہیں کہ ان کے اسمار یہاں درج کروں۔ اللہ تعالےٰ کے دفتر میں جہاں ملائک کی نظر پڑتی ہے ان کے اسمار کا اندراج ان کے لیے کافی ہے۔

غلام حسن نیازی

پشاور

الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝۵
انسانوں میں سے ان شیطانوں کے شر سے جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈال کر

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶ ع
پیچھے ہٹ جاتے ہیں

ع ۱ ۶ ۳۹

(بقیہ صفحہ ۶۵۳)

لکھا ہے وہ ضعیف ہوکر لکھا ہے۔ اور اس میں سوائے مہبطِ وحی یعنی حضرت رسول صلعم کے اور کسی کو امام بنا کر نہیں لکھا۔ اگر کوئی غلطی کی ہو تو عمداً نہیں کی اور اپنے عندیات کو دخل نہیں دیا۔ تیری مغفرت اور رحمت سب مخلوق پر محیط ہے اپنے مسکین بندے کو بخش دے اور اس کی بے بضاعتی پر رحم کر اور قارئین کے لیے اس کو مشعلِ راہ بنا۔ انک انت الغفور الرحیم وانت الھادی الی الصراط المستقیم ۝

غلام حسن

دُعائے ختمِ قرآن

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِيْ فِيْ قَبْرِيْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَاجْعَلْهُ لِيْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًى وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِيْ مِنْهُ مَا نَسِيْتُ وَعَلِّمْنِيْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِيْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِيْ حُجَّةً يَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝